

امتاب

ان عظیم ڈوزز کے مام

جنہوں نے اخوت سے قرض لیا اور اب دینے والے بن گئے

## عہد حاضر اور مو اخات

اخوت کیا ہے؟ اور مو اخات کا درس ہمیں کہاں سے ملتا ہے۔ عہد حاضر میں مو اخات کی کیا اہمیت ہے۔ ان تمام باتوں کو جاننے کے لیے روزنامہ جنگ مذہبی و فکر اور بلاس و فرضہ دینے والے ادارے اخوت کے باہمی اشتراک سے عالمی مبلغ مولانا طارق جیل کے ساتھ "عہد حاضر اور مو اخات" کے موضوع پر ایک نشست کا اجتنام الحمراء ہال لاہور میں ہوا۔ یہ پروگرام اخوت کے زیر نگرانی تھا جبکہ خصوصی معاونت الحمراء آرٹس کوسل کے ایگزیکٹوڈائریکٹر محمد علی بلوچ نے کی۔ پروگرام میں ڈاکٹر امجد ثاقب، ڈاکٹر کامران شمس، ڈاکٹر اظہار الحق ہاشمی اور اخوت کے سینکڑوں ساتھیوں نے شرکت کی۔

اخوت کے بانی اور ایگزیکٹوڈائریکٹر ڈاکٹر محمد امجد ثاقب نے اپنے خطاب میں کہا کہ اخوت ایک عالمگیر قصور ہے۔ جس کی بنیاد چودہ سو سال پہلے نبی کریم ﷺ نے رکھی تھی۔ اس قصور کے تحت ایک کمزور گھرانے کا قدرے بہتر گھرانے سے مضبوط رشتہ جوڑا گیا اور غربت کی لکیروں کو ختم کر دیا گیا۔ آج کے اس دور میں بھی تجدید اخوت کی ضرورت ہے۔ غربت افلاس اور محرومی کوئی ایسے دکھنیں ہیں کہ صفحہ ہستی سے نہ مٹ سکیں بس اک دفعہ مضبوط اور راست ارادہ کرنا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے مو اخات مدینہ میں ایک گھرانے کا تعلق دوسرے گھرانے سے جوڑا اور یوں غربت کی اس لکیر کا مکمل خاتمه کر دیا جو نگر و تحریک اور افلاس کا احساس دلاتی تھی۔ آج اسی قصور کو لے کر آگے چلنے کی ضرورت ہے۔ بلاس و فرضوں کی فراہمی کا یہ سفر صرف ۶۵ ہزار روپے سے شروع ہوا تھا جو کہ آج الحمد للہ اڑھائی ارب روپوں تک پہنچ چکا ہے۔ اخوت نے یہ ثابت کیا کہ مو اخات ایک زندہ فلسفہ ہے۔ غربت کا حل نہ اشتراکیت کے پاس ہے نہ سرمایہ داروں کے پاس

نہ ہی وزیروں کے پاس۔ اس کا واحد حل صرف ایشارہ ہے۔ ایک بھائی کا دوسرا بھائی کے لیے ایشارے موالحات کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ غریب قابل بھروسہ نہیں مگر ہماری اس جدوجہد میں پتا چلا کہ جتنے قابل بھروسہ یہ ہیں شاید ہی کوئی ہو۔ ہمارے بلاسودقرضوں کی تقسیم میں ریکوری ریٹ 99.85% ہے اور شاید یہ دنیا میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے سب سے زیادہ حیران کن نتائج ہوں مگر یہ ایک حقیقت ہے ساخت آج خدمت کے جذبہ سے روں ماذل بن چکا ہے۔ انہی قرض لینے والوں نے روزانہ کی بینیاد پر ایک ایک اور دو دو روپے کر کے اب تک لاکھوں روپے اکٹھے کر لیے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا بھی جذبہ ساخت ہے۔ میں اپنے تمام ساتھیوں کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس سفر میں ہمارا ساتھ دیا۔ دنیا کی یہ واحد ایسی آرگناائزیشن ہے جو بلاسودقرضوں کی فراہمی کا عملی مظاہرہ کر رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد ناقب نے کہا کہ قابل قدر بات یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے بھی ایک اپنا قرض حصہ فنڈ بنایا ہے جس میں دوارب روپے کی رقم سے ضرورتمندوں کو قرضہ دیتے جا رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ اقدام اسلامی معیشت کے قیام اور غربت کے خاتمه کی ایک اہم کڑی ٹابت ہو گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کئی قرضہ لینے والے لوگ اب مستحقین کے لئے قرضہ فراہم کر رہے ہیں۔ کویا غربت اشتراکِ عمل اور ایشارے ختم ہوگی۔ ادارہ اخوت مسجد میں کام کرتا ہے جس سے روحانی فیض کے ساتھ ساتھ رحمت خداوندی بھی شامل حال رہتی ہے۔ اس ادارہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ ایک غیر سیاسی ادارہ ہے جہاں رنگ، نسل، مذہب اور فرقے کی تقسیم کے بغیر مستحقین کو قرضہ فراہم کئے جاتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا ہے اور ہماری منزل ایک خوشحال اور ترقی یافتہ پاکستان ہے جہاں ہر شخص خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو

آگے بڑھنے کا حق حاصل ہو۔

اس موقع پر مولانا طارق جمیل کا بیان جس میں انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں امت مسلمہ کی توجہ اس عمل کی طرف مبذول کروائی کہ اپنے بھائی کی ضرورت کو غرض اور مفاد کے بغیر پورا کیا جائے اور جس کا بہترین طریقہ ہے کہ قرض حسنہ دیا جائے اور بتایا کہ اس عمل کو اللہ تبارک و تعالیٰ کتنا پسند کرتا ہے اور یہ بارگاہ ایزدی میں کس قدر مقبول ہے۔ اس موضوع پر ان کی سیر حاصل گفتگو کا متن درج ذیل ہے۔

## مولانا طارق جمیل

### 1- وین کی بنیاد

اسلام کیا ہے؟ اس ضمن میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک صحابی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ”کہ اسلام یہ ہے کہ تو حید و رسالتؐ کی کواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، روزہ رکھنا، حج ادا کرنا۔ اس کے ساتھ ایک اور حدیث سے ان اعمال کی ہمیں ترتیب و حیثیت معلوم ہوتی ہے تو ہمارے پیارے نبی اکرمؐ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے اسلام کو ایک گھر کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ گھر شروع ہوتا ہے بنیادوں سے اگر بنیاد ٹھیک طرح سے نبھری ہو تو گھر قائم نہیں رہ سکتا، اگر بنے گا بھی تو گر جائے گا اور اگر بنیاد ٹھیک ہو گی تو کچی دیواروں پر بھی کھڑا رہے گا۔ اسلام کو اگر زندہ رکھنا چاہتے ہو تو بنیاد بھرو، بنیاد میں کیا ہے ایمان، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔ ایمان میں اللہ کی توحید ہے، یعنی کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر شے پر لا، ہر چلوق پر لا، ہر چہرہ پر لا۔ زمین و آسمان پر لا یہ جو کچھ ہے اللہ کے طفیل ہے، اللہ نہ ہو تو کچھ نہیں ہے۔ (یعنی کلمہ طیب کے پڑھنے

کے بعد) اس ذات باری تعالیٰ کی خانیت اور واحد نیت کا اقرار کرنا ہے۔

اسلام ایک پورا نظام زندگی ہے۔ اس میں ہمارے نبی اکرمؐ نے ایک ترتیب بنائی ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ایمان بناؤ پھر نماز قائم کرو یعنی پھر اس ذات باری تعالیٰ سے تعلق جوڑ و نماز کے ذریعے جب اللہ کی ذات پر نظر ہو گی اور اس کے خزانوں کو ملاحظہ کر رہے ہو گے تو اس سے مانگنے کا سلیقہ پیدا ہو چکا ہو گا اور پھر تمہارے لیے مال لوٹانا کوئی مسئلہ نہیں ہو گا، تمہیں خرچ کرنا آسان ہو گا اور روک کر رکھنا مشکل ہو گا۔

ایمان کا دوسرا حصہ ہے جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت، محبت، اور آپؐ کا اتباع، پیروی اور آپؐ کے قدم بقدم چلنا اور آپؐ کی سنتوں کوڈھوندھوڑ کر ان پر عمل کرنا۔ ہمارا رب کہتا ہے کہ پیرا حبیب ہے اس کے نقش قدم پر چلو، میں تمہیں بخش دوں گا، اندر رُحیک نہ ہو تو باہر کا کیا فائدہ۔ اللہ نے اپنے حبیب سے محبت کی ہے عشق کیا ہے اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی ہر ادا کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ہر سنت اللہ کے اتنے قریب کر دیتی ہے کہ زمین آسمان کے خزانے خرچ کر کے بھی وہ قرب نہیں مل سکتا جتنا ایک سنت کو زندہ کرنے سے ملتا ہے۔ پہلے اپنی بیادوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت بھرو جبکہ محبت اطاعت سے آتی ہے۔

حضرت موسیؑ کے مقابلے میں 70 ہزار جادوگر آئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان عطا کر دیا تو موسیؑ نے گلم کیا کہ یا اللہ یہ مرے مقابلے میں آئے تھے تو نے ان کو ایمان دے دیا۔ وہ جادوگر حضرت موسیؑ جیسا لباس پہن کر آئے تھے اور موسیؑ جیسی شبیہ بن کر آئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیؑ تیری نقل کر کے آئے تھے تیرا عکس مجھے ان میں نظر آیا میں نے انہیں ایمان کی دولت سے سرفراز کر دیا۔

تیری چیز ہے نماز، اس کا کوئی دین نہیں جس کی کوئی نماز نہیں۔ قرآن میں 700 مرتبہ نماز کا حکم دیا گیا ہے۔ کربلا تاریخ کا عجوب واقعہ ہے۔ نماز کا وقت ہو گیا سورج ڈھل گیا پدرہ سے میں ساتھی شہید ہو چکے ہیں، حضرت حسینؑ کی نظر پڑی کہ سورج ڈھل چکا ہے آپؑ نے اپنے جہندا بردار کے ذریعے شر کو پیغام بھیجا کہ نماز کے لیے جگ روک دے مگر اس بدجنت نے جگ نہ روکی۔ سو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ آدھے ان سے لڑ اور آدھے نماز پڑھو۔ وہ اگر نماز نہ پڑھتے تو کوئی فرق نہ پڑتا مگر پیغام ادھورا پہنچتا۔ اس پیغام کو پورا پہنچانے کے لئے یہ اہتمام کیا گیا۔ انہوں نے اپنے خون سے خصوکیا یا پھر کربلا کی میٹی سے؟ ایسے نمازی چودہ سو سالوں میں زمین نے نہیں دیکھے لہذا تیری چیز جو بنیاد کا حصہ ہے وہ نماز ہے اور چوتھی چیز روزہ ہے جو اللہ کی محبت کو عشق میں بدلتا ہے اور دو چیزیں وہ مالداروں کے لئے ہیں زکوٰۃ اور حج تو یہ چیزیں ہماری بنیاد ہیں۔ بنیادوں کو بھرتے ہوئے گھر بننے گا تو مضبوط اور پاسیدار ہو گا۔ وگرنہ جلد گر جائے گا۔

## 2- وین کی چھت

تو یہ میں نے آپ کو بنیادوں کے بارے میں بتا دیا اب ہم چلتے ہیں چھت کی طرف۔ یہی سوال ایک اور صحابیؓ نے کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ تو آپؑ نے اب کی بار فرمایا کہ کھانا کھلانا اور میٹھا بول بولنا۔ یہ اچھے اخلاق کی صفات ہیں۔ عبادات کو یا بنیاد ہیں اور اچھے اخلاق اُس کی چھت اور اس حد یہث میں آپؑ چھت کو اسلام بتا رہے ہیں۔

عبادت بنیاد ہے اور چھت اخلاق ہے اور اخوت اخلاق کا ایک بہت بڑا عمل ہے۔ اخلاق 360 صفات کے مجموع کو کہتے ہیں۔ ایک دفعہ بنی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اخلاق 360 صفات کا

نام ہے ان میں سے کوئی ایک صفت بھی کسی کوں گئی تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ سامنے بیٹھے تھے انہوں نے پوچھایا رسول اللہؐ ان میں سے میرے اندر کوئی ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ابو بکر شیر سامنے 360 صفات موجود ہیں۔ پھر نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اخلاق چھت نہیں گے اخوت چھت بنے گی اور عبادت بنیاد بنے گی۔ بنیاد نہ ہو تو چھت نہیں بن سکتی چھت نہ ہو تو بنیاد ہیں بیکار ہیں کسی کام کی نہیں۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ پوری دنیا میں جو اسلام باقی ہے وہ صرف بنیاد والا ہے چھت والا اخلاق والا اخوت والا نہیں ہے۔ اخلاق چھت ہیں، چھت نہ ہو تو نہ مالک مکان اس میں رہ سکتا ہے اور نہ ہی وہ کسی مہمان کو آنے کی دعوت دے سکتا ہے جب سے ہمارے اخلاق گزرے ہیں نہ ہم خود اسلام پر باقی رہ سکے اور نہ ہی غیر قوموں کو اسلام میں آنے کی دعوت دے سکے۔ 1982 میں ہمارا سفر تبلیغی جماعت کے ساتھ انگلینڈ کا ہوا۔ وہاں ایک ساتھی نے ایک کورے کو دعوت دی تو وہ کہنے لگا کہ مجھے اسلام سے محبت ہے مسلمانوں سے نفرت، تو وہ صرف یہ کہ ہمارے اخلاق مٹ چکے ہیں۔

پھر ایک صحابیؓ نے رسول اکرمؐ سے پوچھا کہ سب سے بہترین اسلام کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اسلام میں بہترین اسلام یہ ہے کہ تو لوگوں کو کھانا کھلا اور جسے جانتا ہے اسے بھی سلام کرو اور جسے نہیں جانتا اسے بھی سلام کرو۔ اعلیٰ اخلاق کی صفات میں سے بہترین اور اعلیٰ ترین صفت یہ ہے کہ اللہ کے بندہ پر خرچ کرنا اور اللہ کے بندوں کی مدد کرنا۔

### 3۔ لوگوں کو کھانا کھلانے میں سعادت ہے

قرآن بہت خوبصورت کلام ہے جس میں واضح احکام ہیں کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو اور پھر ایک ایسا عمل بھی ہے جس کے لئے اللہ نے تاکید پیش کی ہے وہ نہ جہاد کے لئے ہے نہ راتوں کے قیام کے لئے نہ حج و عمرہ اور تجدید کے لئے ہے اور نہ ہی روزوں کے لئے یہ عجیب اور خوبصورت تاکید گردنوں کو آزاد کروانے کے لیے ہے، غریبوں پر خرچ کرنا، غلامی سے گردن چھڑانا، افلاس سے، بیماری سے اور غریبوں، تیمبوں کو کھانا کھلانا جس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں اس کے گھر خود جا کر اسے کھلانا۔ یہ عمل ہے جو اللہ کے ہاں بہت مقبول ہے۔ ایک دفعہ حضرت حسن بن کعبینؓ پیار ہو گئے حضور نبی اکرمؐ جب مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ ان کی صحت یا بی کے لئے روزوں کی منت مان لو۔ انہوں نے تین روزوں کی منت مان لی تو اللہ نے دونوں شہزادوں کو صحت یا ب فرمادیا۔ حضرت علیؓ اور بی بی فاطمہؓ نے روزہ رکھا تو افطاری کا سامان گھر میں نہیں تھا لہذا آپؐ ایک یہودی شمعون کے پاس گئے اس سے پوچھا کہ کوئی مزدوری ہے اس نے کہا کہ ہاں ہے۔ یہ اون ہے اس کو صاف کر دو تو تمہیں ”جو“ دوں گا، آپؐ وہ اون لے کر گھر میں آئے دوپھر تک اسے صاف کیا اور اس یہودی کو واپس کر کے تھوڑے سے ”جو“ لے لئے۔ بی بی فاطمہؓ نے جو پیس کر آنا بنایا اور افطاری کا اہتمام کیا۔ جوں ہی روزہ کھولنے لگے تو دروازے پر صدا آئی کہ مسکین ہوں کچھ اللہ کے نام پر دو! دونوں ہستیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ آپؐ نے وہ روٹیاں اٹھا کر اس مسکین کو دے دیں اور خود پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ رات کو پھر کچھ کھانے کو نہ تھا کھجوروں سے روزہ رکھا گلے روز پھر شمعون یہودی سے اون لائے اس کو حضرت فاطمہؓ نے سارا دن صاف کیا حضرت علیؓ اس سے پھر جو لے کر گھر آئے بی بی فاطمہؓ

کو دیئے جنہوں نے پیس کر آنا بنا یا روٹیاں بنائیں اور افطار کے لیے بیٹھے کہ اچانک دروازے پر پھر صدائلگی کہ یتیم ہوں کھانے کے لئے کچھ دو! تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ساری روٹیاں اٹھا کر اسے دے دیں اور خود پھر پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ تیرا دن آیا وہ پھر وہی مزدوری کر کے شام کو جب افطاری پر بیٹھے تو دروازے پر صدائلگی کہ قیدی ہوں ابھی آزاد ہوا ہوں اللہ کے نام پر کچھ دو تو پھر دونوں نے تمام روٹیاں اٹھا کر اس کو دے دیں۔ تین دن کے فاقہ نے حضرت فاطمہؓ کو بیمار کر دیا۔ اللہ کے نبی حال پوچھنے کے لئے آئے تو حضرت فاطمہؓ ان کے سینے پر سر رکھ کر رونے لگیں۔ ان آنسوؤں نے جو آسمان میں بھچل مچائی تو حضرت جبرائیلؐ قرآن لے کر اترے وہ جو اپنی منت کو پورا کرتے ہیں اور آخرت کے دن سے ڈرتے ہیں، یہ خود بھجو کے ہوتے ہیں اور کھلاتے ہیں مسکینوں کو یتیموں کو اور قیدیوں کو اور پھر ان کے اخلاص کی اللہ نے کوہی دی کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے کھلا رہے ہیں وہ کوئی واہ واہ نہیں چاہتے لہذا غریبوں یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا اللہ رب العزت کو بہت پسند ہے۔

اللہ کے نبیؐ کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپؐ نے صحابہؐ سے پوچھا کہ اس کی مہمان نوازی کوں کرے گا حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میں کروں گا۔ ان کو لے کر گھر آئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ کھانے کو کچھ ہے کہنے لگیں بچوں کے لئے کچھ رکھا ہے تیرے میرے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دوا اور جب مہمان بیٹھ جائے تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے چراغ کو بجھا دینا ہم یونہی منہ ہلاتے رہیں گے اور ہمارا مہمان پیٹ بھر کے کھانا کھائے گا۔ ان کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور مہمان کے سامنے یونہی منہ ہلانے لگے۔ مہمان

پیٹ بھر کے کھا چکا تھا صبح جب مسجد میں گئے تو قرآن پہلے اتر چکا تھا کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو خود بھوکارہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں، حالانکہ خود محتاج ہوتے ہیں خود ضرورت مند ہوتے ہیں۔

#### 4- سخاوت کا مقام

ایک صحابی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ ”ایمان کیا ہے؟“ تو آپ نے فرمایا کہ تو صبر والا ہوا ورنہ ہو، بخیل سے اللہ کی دوستی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو ساتویں آسمان پر بنایا ہے جنت الفردوس میں ایک جگہ ہے وسیله جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے بنائے رکھی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس کو بنایا تو اسے کہا کہ کچھ کہو تو جنت الفردوس نے کہا کہ ایمان والے کامیاب ہو گئے تو اس پر میرے رب نے کہا کہاے جنت الفردوس مجھے میری عزت و جلال کی قسم بخیل آدمی تیرے اندر کبھی داخل نہ ہو سکے گا۔ تھی بھلے فاسق ہی کیوں نہ ہو اللہ اس سے پیار کرتا ہے اور بخیل بھلے عابد ہی کیوں نہ ہو اللہ سے اس کا تعلق نہیں بن سکتا۔ شیطان کہتا ہے کہ میں تھی فاسق سے ڈنرا رہتا ہوں کہ پتہ نہیں کب اپنی سخاوت کی وجہ سے بختما جائے۔ تہجد گزار عبادت گزار بخیل سے میں کبھی نہیں ڈرا کہ اس کو مارنے کے لئے اس کا بجل ہی کافی ہے۔ تھی اللہ کو پسند ہے اور بخیل سے اللہ کو بغض ہے۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل کے ایک عابد کی شیطان سے ملاقات ہو گئی تو وہ کہنے لگا کہ ایک بات تو بتاؤ کہ تمہارے یار کون ہیں۔ اس نے کہا تین اس نے پوچھا وہ کون نے شیطان نے کہا ایک وہ جو شراب پیتا ہو، دوسرا غصہ والا ہو تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے، ایک وہ جو بخیل ہو تو مجھے بڑا پیارا لگتا ہے اور اگر تینوں باتیں اس میں ہوں تو پھر وہ پیر میں اس کا مرید ہے۔

اللہ رب العزت نے دین کا میزان خاوت بنایا ہے۔ سامری جا وگر جس نے حضرت موسیٰؑ کے کوہ طور پر جانے کے بعد پھر اپنالیا تھا اور جب حضرت موسیٰؑ واپس آئے تو دیکھا کہ ستر ہزار افراد پھرے کے سامنے ماتھائیکے ہوئے تھے تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ ان کی سزا یہ ہے کہ ان سب کو قتل کیا جائے سو انہیں قتل کیا گیا، تو حضرت موسیٰؑ بہت رنجیدہ ہوئے کہیری اتنی امت قتل ہو گئی۔ اللہ رب العزت نے جنت کا دروازہ کھول کر دکھایا کہ وہ دیکھے میرے سارے بندے جنت میں ہرے کر رہے ہیں، پھر حضرت موسیٰؑ نے حکم دیا کہ سامری کو پکڑو اور اسے قتل کرو تو یہاں کیک جبرائیل آگئے اور کہا اے موسیٰؑ آپ اس کو چھوڑ دیں اور اپنی طبعی موت مرنے دیں وہ اس لئے کہ اللہ رب العزت کا یہ پیغام ہے کہ یہ خاوت بہت زیادہ کرتا ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ جنی مجھے بہت پسند ہے الہذا اسے طبعی موت مرنے دیا جائے۔ قابل غور بات ہے کہ خاوت ایک منافق کو بھی قتل سے بچا کے چلی گئی۔

اسی طرح تبوک کے موقع پر اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ مال (اللہ کی راہ میں) لگاؤ تو حضرت عثمانؓ نے 10 ہزار لشکریوں کا سامان مہیا کیا۔ سعد بن عبادہ نے ایک ہزار من کھجوریں 30 ہزار کے لشکر کے لئے کر پیش کیں۔ ایک صحابی ابو عقیلؓ جب انہوں نے سنا کہ اللہ کے نبیؐ نے اللہ کی راہ میں مال لگانے کا کہا ہے تو وہ ایک یہودی کے پاس گئے اور پوچھا کہ کوئی مزدوری ہے تو اس نے کہا کھیت کو پانی لگانا ہے۔ آپؓ ساری رات کھیت کو پانی لگاتے رہے فجر کی نماز تک مزدوری کی۔ اس یہودی نے اس مزدوری کے عوض چھ سیر کھجوریں دیں۔ تین سیر انہوں نے اپنے گھر کے لئے رکھ لیں اور تین سیر جھوٹی میں ڈال کر شرماتے ہوئے آئے کہ کہاں ایک ہزار من اور کہاں تین سیر کھجوریں، منافق دیکھ کر ہنسنے لگے کہ دیکھو آگیا بڑا تھی منافقوں کی یہ باتیں سن کروہ اور دیکھ

گئے اور شرمندہ سے ہو کر آگے بڑھے۔ نبی کریمؐ کی بارگاہ میں جب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ ابو عقیلؓ کی بھجور میں لے لو اور برکت کے لئے تمام بھجوروں کے اوپر پھیلا دو (سبحان اللہ) اللہ رب العزت مقدار نہیں دیکھتا نیت اور کیفیت دیکھتا ہے۔

پھر ایک صحابیؓ نے رات کی ناریکی میں اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ یا اللہ تیرا نبیؐ کہہ رہا ہے کہ مال لگاؤ میرے پاس تو ہے نہیں۔ اب میں کہاں سے لگاؤں تو پھر کہنے لگے کہ یا اللہ جس جس نے میری بے عزتی کی اور میرے پاس کا حق بنایا میں اس کا صدقہ کرتا ہوں میں اپنی عزت کا صدقہ کرتا ہوں۔ صبح جمر کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد نبی کریمؐ نے پوچھا کہ رات کو صدقہ کیا کس نے کیا تو کوئی نہیں اٹھا تو پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ رات کو اپنی عزت کا صدقہ کس نے کیا ہے؟ وہ صحابیؓ پھر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ آپؐ نے کہا تھا کہ مال اللہ کی راہ میں لگاؤ میرے پاس کچھ نہیں تھا لہذا اپنی عزت کا صدقہ ہی خدا کی راہ میں لگاؤ یا تو آپؐ نے فرمایا کہ تیرے صدقہ کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے۔

## 5- سخاوت کی چند عظیم مثالیں

ایک دفعہ حضرت حسن و حسینؑ اور عبد اللہ بن جعفر یہ تینوں ہستیاں مکہ سے مدینہ آرہے تھے۔ رات سے میں بھوک گلی تو ایک بڑھیا کا خیمه دیکھا۔ کہا اماں کھانے کو کچھ ہے۔ اماں نے کہا کہ بیٹا یہ ایک بکری ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے دودھ پینے کا ذریعہ تو واحد ایک بھی بکری ہے اب اگر یہ تم ہمیں دے دوگی تو تمہارا گزارہ کیسے ہوگا۔ اماں کہتی ہے کہ بیٹا ہمارے گھر سے مہمان بھی خالی پیٹ نہیں جاتا۔ آپؐ اسے ذبح کرو ہمارا اللہ مالک ہے۔ انہوں نے ذبح کر کے کھالی۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں جب کبھی مدینہ آؤ تو ہم سے ضرور ملتا۔ جب شام کو اس کا خاوند آیا

اس نے دیکھا کہ بکری نہیں ہے اس نے پوچھا کہ بکری کہاں ہے؟ بوڑھی عورت نے کہا کہ ایسے کچھ جوان آئے تھے بھوکے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اہل بہت سے ہیں تو میں نے انہیں کھلا دی۔ پھر جب انہیں بھوک نے ستایا تو دونوں مدینہ چل دیئے۔ مدینہ میں حضرت حسنؑ باہر تشریف فرمائے تھے انہیں گزرتے دیکھا تو پہچان لیا کہا اماں پہچانتی ہواں نے کہا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے تیرے ہاں کھانا کھایا تھا تو اپنے خادم کو بلا یا اور کہا کہ انہیں ایک ہزار بکریاں اور ایک لاکھ درہم دے دو اور حضرت حسینؑ کے پاس بھیج دو۔ جب ادھر پہنچ تو انہوں نے پوچھا کہ بھائی صاحب نے کیا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک ہزار بکریاں اور ایک لاکھ درہم تو حضرت حسینؑ نے بھی اتنی مقدار میں بکریاں اور درہم دے کر کہا کہ انہیں عبداللہؐ کے پاس بھیج دو۔ جب وہاں پہنچی تو انہوں نے پوچھا کہ میرے بھائیوں نے کیا دیا ہے؟ کہا کہ ایک ایک ہزار بکریاں اور ایک ایک لاکھ درہم۔ حضرت عبداللہؐ نے اپنے خادم سے کہا کہ دو ہزار بکریاں اور دو لاکھ درہم دے دو اور ساتھ ہی بوڑھیا کو کہا کہ اماں اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو اس سے کہیں زیادہ دیتا مگر اپنے بھائیوں کے احترام میں اس سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی پاک صفت ہے کہ وہ خرچ کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔ سلام کا مزاج اور درس ہی اور وہ پر خرچ کرنا ہے۔

ہم تو خاوت کا سبق ہی بھول گئے ہیں۔ سودی نظام کے حرص وہوں کے مزاج نے ہمیں ظالم اور درندہ بنادیا ہے۔ ہمیں خرچ کرنے کا مزہ ہی نہیں ہے۔ ایک دفعہ عبید اللہ بن عباس (بڑے تھی سردار گزرے ہیں حضرت عباسؓ کے بیٹے) ان سے کسی نے پوچھا کہ کبھی اپنے سے بڑا تھی دیکھا ہے انہوں نے کہا یہ عرب کے سارے بد و مجھ سے بڑے تھی ہیں کہنے لگے ایک دفعہ میں سفر میں تھا تو بارش شروع ہو گئی صحرائیں تو ایک بد و سے پناہ لینا پڑی تو میں نے اس کے ہاں رات گزاری

اس نے میرے لئے اونٹ ذبح کیا۔ لگے دن باش ختم نہ ہوئی تو اس نے دوسرا اونٹ ذبح کر لیا تو میں نے اس سے کہا کہ کل والا کوشت اتنا بچا پڑا ہے تو یہ کیوں ذبح کیا؟ اس نے کہا کہ میں مہمان کوتا زہ کوشت کھلانا ہوں باسی نہیں کھلانا۔ تیرے دن تیسرا ذبح کر دیا۔ چوتھے دن چوتھا ذبح کر دیا۔ ایک ہفتہ بارش چلتی رہی سات اونٹ ذبح کر دیئے۔ آٹھویں دن وھوپ ٹکلی تو وہ اپنے جانور چرانے کے لئے چاگاہ کی طرف نکلا تو حضرت عبید اللہ بن عباس نے اپنے غلام سے پوچھا کہ تیرے پاس کتنے پیسے ہیں تو اس نے کہا کہ تین ہزار دینار (تین ہزار دینار میں سوا اونٹ آ جاتے تھے) تو آپ غلام کو کہنے لگے کہ جاؤ ان کو دے دو۔ جب وہ دینے گیا تو ان کی بیگم نے کہا کہ ہم مہمانوں سے پیسے نہیں لیتے اور کبھی بھی نہیں لیں گے تو انہوں نے واپس آ کر کہا وہ تو نہیں لے رہے۔ کہا کہ ان کے دروازے پر پھینک کر آ جاؤ۔ لہذا غلام نے ایسا ہی کیا دروازے پر پھینک کر چل پڑے۔ تھوڑی دیر چلتے تھے کہ پیچھے سے وہ بد فخرے مارتا ہوا آیا کہ رک جاؤ! رک جاؤ! تو وہ رک گئے وہ قریب آیا تو اس کے ہاتھ میں وہ پوٹلی تھی پیسیوں والی حضرت عبید اللہ بن عباس نے فرمایا کہ آپ نے ہمارا احترام کیا ہم نے آپ کا احترام کیا۔ اس پر اس بد نے کہا کہ میں نے اپنی مہمان نوازی کو آج تک نہیں بیجا لہذا یہ واپس لو۔ حضرت عبید اللہ بن عباس کہنے لگے کہ میں بھی واپس نہیں لوں گا تو اس نے اپنا نیزہ اٹھالیا اور کہا کہ آپ لیتے ہیں یا یہ سینے کے پا کر دوں؟ تو حضرت عبید اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں ڈر گیا کہ یہ ضرور ایسا کچھ کر دے گا۔ لہذا میں نے اس سے پیسے واپس لے لئے تو پھر وہ خوش خوش واپس گیا۔

نبی کریمؐ ایک مثالی معاشرہ بنا کر گئے تھے جہاں خرچ کرنے والے خوش ہوتے تھے، ہم آج ایک خالم قسم کے معاشرے میں زندگی بر کر رہے ہیں۔ جہاں مال جمع کرنا عزت کا باعث بنتا ہے اور

خرج کرنا تفحیک سمجھی جاتی ہے۔ حضرت موسیؑ نے پوچھا کہ یا اللہ جب تو ناراض ہوتا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں ناراض ہوتا ہوں تو بارشیں بے موقع کرتا ہوں، حکومت یوقوفوں کو دیتا ہوں اور پیسہ بخیلوں کو دیتا ہوں۔ تو پھر موسیؑ نے پوچھا کہ یا اللہ جب تو راضی ہوتا ہے تو کیا نشانی ہے؟ تو اللہ نے فرمایا کہ جب میں راضی ہوتا ہوں تو بارشیں موقع پر کرتا ہوں، حکومت نیک و سمحدار لوگوں کو دیتا ہوں پیسہ بخیلوں کو دیتا ہوں۔

## 6- دور حاضر میں مواہات

دور حاضر میں ڈاکٹر محمد امجد نا قب صاحب (چیئرمین ادارہ اخوت) اور ان بھائیوں کے ذریعے پرانا سبق زندہ ہوا ہے۔ اس میں ثابت پہلو اور خوبصورت عمل ہے۔ میرا خیال ہے پوری دنیا میں کہیں اور ایسا عمل نہیں ہو گا۔ یہ بہت مبارک لوگ ہیں ان کے ذریعے یہ چیز وجود میں آئی ہے۔ یہ اللہ کی رحمتوں کو گھینپنے کا ذریعہ ہے۔ جہاں سودی نظام ہو گا وہاں کبھی خوشحالی نہیں آئے گی۔ ساری دنیا کو سود نے جکڑا ہوا ہے۔ سوڈان والوں نے جس سال سود کو ختم کرنے کا اعلان کیا تھا اس سال اللہ تعالیٰ نے وہاں تیل کے چشمے نکال دیئے تھے لہذا افرادی طور پر یہ بہت خوبصورت اور لائق تحسین کو شد ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید آگے بڑھانے سے سود کی بنیاد پر اسرار ظلم و ستم کی بنیاد پر ہے۔ ڈاکٹر محمد امجد نا قب سے ہی پتہ چلا کہ گلی گلی میں لوگ سود پر پیئے دیتے ہیں۔ ہمارے ملک پاکستان کے ڈوبنے کا سبب سیاستدان نہیں ہیں، ہم سب مجرم ہیں۔ ہم سب کے اجتماعی گناہوں نے اس ملک کو ڈوبایا ہے۔ 18 کروڑ انسانوں میں اس قدر نافرمانی چھیل چکی ہے کہ حد ہو چکی ہے۔ جب پورا معاشرہ اعلان جنگ کر چکا ہو اللہ کے احکام کے خلاف تو پھر حکمرانوں کو گالی دینا کسی طور پر بھی سمجھ سے بالاتر ہے اور کوئی عقلمندی کی بات ہے جب اللہ فرمًا

رہا ہے کہ یا تو سو چھوڑ دو اور یا پھر میرے اور میرے رسولؐ کے ساتھ لٹانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آپؐ نے اپنے آخری خطبہ حجؐ میں سو دو کو رام قرار دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے میرے بچا عباسؓ کا سو ڈختم ہوا عباسؓ پورا ایک بُک تھے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے نبیؐ نے میرا سو ڈختم کیا میں اس کے طفیل اصل بھی ختم کرتا ہوں۔ اس خداوت اور قربانی کے عوض اللہ رب العزت نے ان کی اولاد کو 132 ہجری سے لے کر 650 ہجری تک تقریباً 520 یا 530 سال تک حکومت دی۔ علماء کرام لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے مال کی قربانی پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عباسؓ کی اولاد کو یہ حکومت عطا فرمائی لہذا اسلام کا سبق بخل کا نہیں ہے۔ جیسا ذاکر امجد ثاقب صاحب کہہ رہے تھے کہ مالدار ہی خرچ نہ کریں بلکہ غریب بھی خرچ کریں۔ زکوٰۃ کا حکم قرآن میں دس وفعہ آیا ہے اور قرآن میں آیا ہے کہ جو خرچ کرتے ہیں تھوڑا دیا ہے تو اس میں سے زیادہ دیا ہے تو اس میں سے اور یہ خرچ کیا ہوا اللہ کے خزانوں میں جمع ہوتا رہتا ہے۔

حدیث شریف ہے کہ ایک درہم اللہ کے نام پر خرچ کرنے کا اجر ایک لاکھ درہم سے زیادہ ہو گیا تو صحابہؓ میں ہو کر پوچھنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ کیسے ہو گیا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس دو درہم اور ایک آدمی لاکھوں پتی۔ اب دو درہم والے نے ایک درہم اللہ کے نام پر صدقہ کیا دو درہم والے نے اپنے مال کا آدھا حصہ اللہ کے نام پر دے دیا اور لاکھوں درہم والے نے اپنے مال کا کچھ حصہ اللہ کے نام پر دیا جب یہ ترازو میں تلتے گا تو ایک درہم والے کا وزن ایک لاکھ درہم سے زیادہ ہو جائے گا۔

دو آدمی آپس میں کہنے لگے کہ چلو عبد اللہ بن حضرہ، قیس بن سعد اور عروبة الاوی کا امتحان ہیں کہ کون بڑا تھی ہے۔ ایک آئے عبد اللہ بن حضرہ کے پاس اور کہا کہ ضرورت مند ہوں آپ نے نہیں پوچھا کہ کیا ضرورت ہے؟ اپنے گھوڑے پر سوار ہونے لگے تھے نیچے اتر آئے اور کہا کہ یہ گھوڑا لے جاؤ ساتھ یہ تین ہزار درہم بھی ہیں یہ بھی لے جاؤ اور اس میں حضرت علیؓ کی تواریخی ہے جو سارے خزانوں سے قبیتی ہے جاؤ وہ بھی لے جاؤ۔ دوسرا آیا قیس بن سعدؓ کے پاس اور کہا کہ میں ضرورت مند ہوں وہ سوئے ہوئے تھے خادمہ نے کہا کہ میں ان کو اٹھانہیں سکتی تھیں یہ ایک اونٹ لے جاؤ ایک غلام لے جاؤ اور سات سو درہم لے جاؤ۔ اتنا بڑا سرما یہ تو کرانی نے اٹھا کر دے دیا تو جب وہ اٹھے اور ان کو بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تو مجھے اٹھا دیتی تو میں اس کو تناولیتا کہ مرتبے دم تک اسے مانگنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ تیرسا گیا عروبة الاوی کے پاس وہ ناپینا تھے اور ان دونوں سے مالی لحاظ سے کمزور بھی۔ وہ دو غلاموں کے کامدھوں پر ہاتھ رکھ کر باہر آرہے تھے اس نے کہا کہ میں ضرورت مند ہوں میری کوئی مد فرمائیں انہوں نے فرمایا کہ میری کل کائنات میرے یہ دو غلام ہیں تو یہی لے جا۔ اس نے کہا کہ حضرت صاحب آپ ناپینا ہیں تو پھر آپ کا کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ پہلا جب میرے منہ سے نکل جاتا ہے کہ لے جا تو وہ پھر کبھی واپس نہیں ہوتا بیاب یا تو تم انہیں لے جاؤ اور یا پھر میں انہیں آزاد کر دوں گا۔

اللہ ہمیں یہ ہمت دے کہ ہم تھی بھیں بخیل نہ نہیں۔ مالدار لوگوں کو صرف زکوٰۃ نہ دیا کرو بلکہ زکوٰۃ سے بڑھ کر دیا کرو۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے ذمے ہے صدقہ کرنا تو ایک صحابی نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ پیسے نہ ہوں تو کیسے صدقہ کریں تو آپؐ نے فرمایا کہ مزدوری کریں اور مزدوری کر کے صدقہ کریں۔ (یہ کتنا عظیم عمل ہے) تو اس نے پھر کہا کہ اگر مزدوری کی ہمت نہ ہو تو پھر کیا

کریں تو کہا کسی ضرورت مند کی جسمانی خدمت کرے۔ یہ بھی اس کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔

مواخات کے موقع پر جب اللہ کے رسول نے مہاجرین اور انصار کو باہم جوڑ دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیٰ کی آپس میں مواخات قائم فرمائی تو سعد بن ربیٰ نے کہا کہ بھائی عبدالرحمن میری دو بیویاں ہیں تم دونوں کو دیکھ لو جس سے تم کہو گے میں اسے طلاق دے دوں گا تم اس سے شادی کر لینا!“ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا کہ اللہ تیرے گھر میں برکت دے مجھ نہیں چاہئے۔ میں یہ نہیں کروں گا۔“ یہاں تک وہ لوگ آگے بڑھ گئے تھے مواخات کے عمل میں۔

پرموک کی جگہ میں کافی صحابہؓ خی ہو گئے تو پانی پلانے والے ہر ایک کے پاس جاتے مگر جب کوئی اور پانی کے لئے صد الگ رہا ہوتا تو پہلے زخمی صحابیؓ کہتے نہیں پہلے انہیں پلاو دہ ان کے پاس جاتا تو آگے کسی اور کی آواز آ جاتی مشک و والے کو مزید آگے بھیج دیا جاتا اسی طرح کرتے کرتے ہر صحابیؓ نے خود پانی نہ پیا بلکہ دوسروں کی جانب مشک بھجواتے رہے جبکہ اس طرح کرنے سے ایک ایک کر کے وہ شہید ہو گئے تو اس طرح مواخات کو انہوں نے آخر دم تک خوب نبھایا۔

یہ ایک تربیتی نظام بنایا تھا جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ نے جس سے ایک معاشرہ تشكیل پایا جس میں خرچ کرنا اور مال لگانا پسندیدہ عمل تھا اور جمع کرنا اور جوڑنا ناپسندیدہ عمل تھا۔

آج ادارہ اخوت کے ذریعے بہت عالی صفت زمدہ ہوئی ہے اللہ ان کو توفیق دے کہ یہ پورے پاکستان کا سودی نظام ختم کر دیں میرے ہنوز بھائیو حکمرانوں کو گالیاں مت دو اپنے اعمال پر غور کر کے توبہ کرو اپنے گناہوں سے توبہ کرو کہ ہمارے اوپر جو دجال ہے یہ حکمرانوں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ہماری اپنی وجہ سے ہے کہ ہم ذاتی طور پر اتنے نافرمان ہو چکے ہیں۔

روزانہ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔ میرے نبیؐ نے دو کام ساری زندگی کسی سے نہیں کروائے ایک اپنا خود کرتے تھے لیکن اپنے ہاتھوں سے وضو فرماتے تھے اور دوسرا جب صدقہ کرنا ہوتا تھا تو اپنے مبارک ہاتھوں سے کرتے تھے کسی کو نہیں کہتے تھے کہ یہ صدقہ لے جا اور فلاں کو دے دے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ ”اپنے مريضوں کا علاج کرو صدقہ سے“ جبکہ ہم صدقہ سمجھتے ہیں صرف بکرا ذبح کرنے کو جبکہ حقیقت میں ایک پیغمبرؐؐ کے نام پر دیا جائے وہ بھی صدقہ ہے۔

## 7۔ مدار بھی اللہ کی راہ میں دیں اور غریب بھی

میں گزارش کرتا ہوں مالداروں سے کہ وہ غریبوں پر خرچ کریں اور غریبوں سے کہتا ہوں کہ وہ اللہ سے مانگیں مالداروں کے خزانوں پر نظر نہ رکھیں۔ ایک بد و بہت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں بھوکا ہوں بچے بھی بھوکے ہیں میری اونٹی بھی بھوکی ہے تو میرے ساتھ کچھ کر۔ تو ایک مالدار آدمی طواف کر رہا تھا اس کے کان میں جب یہ آواز پڑی تو اس نے اپنی جیب سے دو تین سو درہم کی تھیلی نکالی اور کہا کہ یہ رکھو بھائی تو اس بدوانے کہا کہ جا جا تیرے جیسوں سے مانگتا ہوتا تو یہاں آتا چل مجھے میرے رب سے مانگنے دے لہذا غریبوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ ان کی نظر مالداروں کے مال پر نہ اٹھے۔ امام زین العابدینؑ کا جب وصال ہوا تو ان کی کمر مبارک پر بوری اٹھانے کے نشان تھے۔ جب ان کے خادم سے اس حوالے سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ سو گھروں کا خرچ اٹھایا ہوا تھا رات کو بوریاں بھر بھر کے سامان کی ان کے گھروں میں پھیک آتے تھے۔ مرتبے دم تک کسی کو پتہ نہ چلا کہ ہمارا خرچ کون دیتا ہے۔

ہمارا حال یہ ہے اول تو ہم دیتے نہیں اور اگر دے دیں تو پھر احسانات کی فہرست بھی جاری کردیتے ہیں کہ ہم نے تیرے ساتھ یہ کیا اور یہ کیا جبکہ رب کی ذات فرماتی ہے کہ جب تم میرے نام پر کسی کو

دو تو پھر اسے یہ طعنہ مت دو کہ تم اس پر احسان کر رہے ہو اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہارے سارے صدقے باطل اور رد کر دوں گا۔

ایک خاوت ایسی ہے جو ہر شخص کر سکتا ہے اور وہ میٹھا بول بولنا ہے، یہ خاوت کی بہت بڑی قسم ہے تمہاری جیب خالی ہے تو پھر تم لوگوں سے میٹھے لجھے میں بات کرو۔

## 8- سو و کے خلاف جدوجہد

آخر میں، میں یہی کہوں گا کہ آپ ذریعہ بنو سود کو ختم کرنے کا اگر سو ختم ہو گیا تو یہاں بہت بڑی رحمتیں آئیں گی۔ سو و جس ملک میں بھی ہو گا وہ ملک کبھی خوشحال نہیں ہو سکتا اور جہاں سو نہیں ہو گا اس ملک کی آبادی بھلے 18 کروڑ کی بجائے 18 ارب بھی ہو جائے تو وہاں کی معیشت مضبوط ہو جائے گی۔ ہماری معیشت کی کمزوری کا سبب زیادہ آبادی نہیں ہے بلکہ کمزوری کا سبب سود ہے جھوٹ ہے شہ بازی ہے خیانت ہے جواہے۔

پوری دنیا کی معیشت تباہ ہو چکی اس کے پیچھے کچھا سباب ہیں جس کی وجہ سے سارا نظام ٹوٹ چکا ہے۔ آبادی کی کثرت سے کبھی بھوک نہیں آئے گی کیونکہ کھلانے والا اللہ ہے اور اسے پتا ہے کہ اس نے جتنے بھیجے ہیں ان کیلئے رزق کا بھی انتظام اسی نے ہی کرنا ہے۔ اگر میرے نبیؐ کی بتائی ہوئی معیشت ہو اور میرے نبیؐ کی بتائی ہوئی تجارت ہو تو پاکستان کی آبادی بھلے جتنی مرضی بڑھ جائے انشاء اللہ کبھی بھوک نہیں آئے گی۔ میں پوری دنیا میں گھوما ہوں چھوٹی چھوٹی آبادی کے ایسے خطے ہیں جہاں صرف چالیس سے پینتالیس لاکھ کی آبادی ہے اور رقبہ کے لحاظ سے یہ ملک پاکستان سے بہت بڑے ہیں مگر وہاں بھی بھوک، افلاس اور تجہذیتی ہے حالانکہ وہاں کی تو آبادی بہت تھوڑی سی ہے اس کی بیادی وجہ سود ہے تو اگر یہ ہماری زندگی سے نکل گیا تو میرے رب کی رحمتوں کے دروازے کھل جائیں گے اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



تقریب کے خاتمہ پر مولانا طارق جبیل اور سینکڑوں شرکاء نے وطن عزیز کی ترقی، خوشحالی، سلامتی اور ادارہ اخوت کی کامیابی کیلئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم خلق خدا کیلئے آسانیاں پیدا کرنے کا باعث بنیں۔ (آمین)

اخوت بھائی چارے کے اسلامی اصولوں پر قائم ایک ایسا ادارہ ہے جو غربت کے خاتمے لئے سرگرم عمل ہے۔ اس ادارے کی اہم حکمت عملی چھوٹے قرضوں کی فراہمی ہے۔ یہ قرضے ان افراد کو دینے جاتے ہیں جو سرمایہ کی کمی کی وجہ سے غربت کا شکار ہیں۔ اخوت کامائیکروفائنس یا قرضِ حسنہ پر گرام مندرجہ ذیل انتیازی خصوصیات کا حامل ہے۔

اس پر گرام سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد ایک لاکھ چوراسی ہزار سے زیادہ ہے۔ اخوت کے قرضے بلا سود بنیادوں پر دینے جاتے ہیں۔ ان قرضوں کی حد پچاس ہزار روپے تک کی ہے۔ یہ قرضے شخصی یا سماجی صفات کے اصولوں پر دینے جاتے ہیں۔

اخوت مالی وسائل کے لئے بین الاقوامی ڈوڑا بینیز سے رجوع نہیں کرتا۔ ہر وہ شخص جس کی ماہانہ آمدنی چار ہزاریاں سے کم ہے قرضے کے لئے درخواست دے سکتا ہے۔ اخوت کی ہر رہائشی ایک مسجد یا کسی بھی اور مذہب کی عبادت گاہ سے مسلک ہوتی ہے۔ ابھی تک اس ادارہ کی ایک سو اکٹھہ ہر اچھی مساجد اور ایک چھوٹی میں قائم ہو چکی ہیں۔

یہ قرضے زیادہ تر کاروباری مقاصد کے لئے دینے جاتے ہیں۔ اخوت عطیات کے لئے معاشرے کے مختلف افراد سے رجوع کرتا ہے۔ جوز کوہ، صدقات اور عطیات سے اس ادارے کی مدد کرتے ہیں۔

اخوت بے جا انتظامی مصارف اور قرضوں کی تقسیم پر اٹھنے والے اخراجات کا بوجھ غریب لوگوں پر نہیں ڈالا۔ یہ بوجھ باہمی تعاون سے اٹھایا جاتا ہے۔

اخوت غربت کے خاتمے کا روابر نہیں سمجھتا بلکہ اہم سماجی اور دینی فریضہ سمجھتا ہے۔ ہم بھیک یا خیرات کی بجائے تعاون اور اشتراک پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمارا اولین مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔

یہ پر گرام اب تک اڑھائی ارب سے زیادہ رقم کے قرضے تقسیم کر چکا ہے۔ جن کی واپسی کی شرح اللہ کے فضل سے سو فیصد ہے۔

ہم آپ کو اس کاروائی میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ کے تعاون سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہے۔ (انشاء اللہ)

اشاعت کے لئے تعاون

پرسنلکس اند شری

سیالکوٹ روڈ کھرا نوالہ

فون نمبر: 055-3732010

ایف۔ اے۔ ٹرست، لاہور

پاکستان کالج آف لاء

پاکستان کالج آف کامرس ایڈمینیگزٹ

46/47، ٹیپولا کنسوگارڈن ہاؤسنگ لاہور